ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲ - شعبان ۱۳۸۵ھ
۲۶ - نومبر ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ یَوْمٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ ایک دن اللہ تعالےٰ کے راستہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرنا دوسرے کاموں میں ہزار دن لگے رہنے سے افضل ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مَکْلُوْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَکَلْمُہٗ یَدْمِیْ: اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ مِسْکٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے. بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی زخمی نہیں ہوگا جو خدا کے راستہ میں زخمی کیا گیا ہو۔ مگر قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ جس کا رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو مشک کی ہوگی۔

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ نُکِبَ نَکْبَۃً فَاِنَّھَا تَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَاَغْزَرِ مَا کَانَتْ: لَوْنُھَا الزَّعْفَرَانُ، وَرِیْحُھَا کَالْمِسْکِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے راستہ میں جو مسلمان تھوڑی دیر بھی جہاد کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو خدا کے راستہ میں کچھ زخمی کر دیا گیا یا کوئی خراش وغیرہ لگ گئی تو قیامت کے دن اس کو تر و تازہ جیسا کہ وہ تھا ایسا ہی لے کر حاضر ہوگا۔ جس کا رنگ زعفران کا رنگ ہوگا۔ اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ (اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِیْہِ عُیَیْنَۃٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَۃٌ فَاَعْجَبَتْہُ فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِیْ ھٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰی اَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ سَبْعِیْنَ عَامًا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ، وَیُدْخِلَکُمُ الْجَنَّۃَ؟ اُغْزُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ، رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

"وَالْفُوَاقُ" مَا بَیْنَ الْحَلْبَتَیْنِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا گذر ایک درہ پر سے ہوا۔ اس درے میں ایک چھوٹا سا میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ ان کو چشمہ (پاکیزگی کی وجہ سے) اچھا معلوم ہوا۔ انہوں نے دل میں کہا کیا اچھا ہوتا کہ میں لوگوں سے کنارہ کشی کر کے اس گھاٹی میں رہتا۔ لیکن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت نہ لے لوں ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ آخرکار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا مت کرو۔ کیونکہ تم لوگوں میں سے کسی کا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ٹھہرنا، اس کے اپنے گھر میں ستّر سال نماز پڑھنے سے زیادہ فضیلت والا ہے کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے (اگر یہ چاہتے ہو) تو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ جس نے اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیانی وقت کے برابر بھی اللہ تعالےٰ کے راہ میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

"الفواق" دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان کا وقفہ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ"، فَعَجِبَ لَھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقَالَ: اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: "وَاُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰہُ بِھَا الْعَبْدَ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" قَالَ: وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے رب ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ابو سعید کو یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ! دوبارہ فرمائیے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اور دوسری چیز وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ سے اپنے بندہ کو جنت میں سو درجہ بلند کرے گا۔ (اور ان دونوں درجوں کا یہ مقام ہے) کہ ہر دو درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ابوسعید نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ جہاد فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ۔ (مسلم)

پ پ پ

آلاتِ جنگ کی تیاری

(غازی خدا بخش)

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ ...... الخ

ترجمہ: اور ان سے لڑنے کے لئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے ہو۔ سو تیار رکھو....

اہلِ ہوس نے جب تک اپنے دام بکھیرے ہیں
اپنی جنگ رہیگی

(حبیب جالب)

بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے اور اسلامی فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کو پوری طرح تیار رہنے کے لئے سارے ملک میں رضاکار فوج قائم کر دی گئی ہے۔ اس کی تربیت کے انتظام شروع ہو گئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے صدر محمد ایوب خاں ملیشیا کے نام ایک پیغام میں عنقریب اس کے نصب العین کے بارے میں ہدایات دیں گے۔ یہ ملیشیا ملک کے طول و عرض میں اسی ہزار انتخابی یونٹوں کی بنیاد پر منظم کی گئی ہے جس میں جوشِ جہاد سے سرشار مسلمان جوق در جوق شامل ہو رہے ہیں۔

بھرتی کے لئے ہر انتخابی یونٹ میں ایک وارڈ کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جس کے سربراہ بنیادی جمہوریت کے متعلقہ ارکان ہوں گے۔ اس کمیٹی کے ذمے اپنے حلقے کی رضاکار فوج کی تربیت اور دوسرے انتظامات ہوں گے۔

ایک اندازے کے مطابق ملک کے اسی ہزار یونٹوں سے ابتدائی طور پر بیس لاکھ سے زائد رضاکار فراہم ہوئے ہیں۔ اور مزید بھرتی تیزی سے جاری ہے توقع ہے کہ اس سکیم کے تحت صحت مند افراد کو جہاد کے فرض سے بطریقِ احسن عہدہ برآ ہونے کی تربیت دی جا سکے گی۔

یاد رہے کہ متعدد سیاسی جماعتوں اور حکومت کے متعدد ارکان کی طرف سے جن میں صوبائی وزیر خزانہ شیخ مسعود صادق بھی شامل ہیں، پُر زور مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ تمام مسلمانوں کو فوجی تربیت دے کر فریضۂ جہاد کی کماحقہ ادائیگی کے لئے تیار کیا جائے۔ اسلام کے واضح احکام کے مطابق جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے ـــــ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد سے کتراتے ہیں وہ منافق ہیں اور ان کے ایمان کمزور ہیں اور جو لوگ جہاد کی خواہش رکھتے ہیں وہی اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ سورۂ الانفال کی دسویں دفعہ میں یہی بات ارشاد فرمائی گئی ہے "اے وفادارانِ الٰہی! تم ہر وقت اسلام کے دشمنوں کی قوت کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے فوجی طاقت تیار رکھو۔"

موجودہ مجوزہ سکیم پر اگر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ بھارت کو کبھی بھی اس پر حملہ آور ہونے کا خیال ہی پیدا نہ ہو گا۔ پہلے ہی ہمارے صف شکن بہادروں نے اسے جنگ میں کاری ضرب لگائی ہے۔ لیکن پھر بھی تیاری کی اشد ضرورت ہے۔ کسی حالت میں بھی اس ضروری امر کی طرف سے تساہل نہیں برتنا چاہیئے۔ ہر وقت اپنی تیاری میں ہر لحاظ سے مصروف رہنا ہمارا قومی اور اسلامی فرض ہے ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آج بھی اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں پسند کرے تو ان کے لئے ایک اور ایک ہی راہ ہے کہ وہ کفارِ اسلام کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹ جائیں۔ اگر وہ اس راہ میں شہید بھی ہو جائیں تو وہ کامیاب ہو گئے۔ انہیں کوئی مردہ نہیں کہہ سکتا وہ زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے ؎

حافظ صبور باش کہ در راہِ عاشقی
ہر کس کہ جاں نہ داد بجاناں نمی رسد

موت تو ہر حال میں آ کر رہے گی۔ پھر وہ ایسی بات کا متمنی کیوں نہ ہو جسے کوئی موت کہہ ہی نہ سکے۔ ہر مسلمان کو یہی تمنا کرنی چاہیئے۔ کہ یا اللہ! موت آئے تو تیری راہ میں موت آئے تاکہ نہ صرف خود زندہ ہو جائے بلکہ قوم بھی زندہ ہو جائے۔ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ بھی اپنی تصنیف "شاہ ولی اللہؒ اور ان کی سیاسی تحریک" میں لکھتے ہیں کہ جس قوم میں فوجی طاقت زیادہ ہو گی وہی فاتح رہے گی ؎

یہ غلط کہ کام آئے تیری عقلِ مصلحت بین
کہ حنین و بدر و خندق ہیں جنوں کی جلوہ گاہیں

اس جنوں میں ہی دانش اور زیرکی ہے بظاہر یہ دیوانگی ہے لیکن حقیقت میں فرزانگی ہے۔ اس جذبے سے مسلمان ہی سرشار ہیں۔ کفار کو یہ جذبہ نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان شہادت کی تمنا میں جب لڑے گا تو وہ کفار پر فاتح ہی رہے گا۔

مرکزی وزیر تعلیم قاضی انوار الحق نے قومی اسمبلی کے وقفہ سوالات میں بتایا ہے۔ کہ مرکزی حکومت ملک کے تمام تعلیمی اداروں میں مناسب فوجی تربیت دینے کا انتظام کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

قومیں صرف باتوں اور دعووں سے طاقت و عظمت حاصل نہیں کرتیں۔ اس کے لئے جانفشانی اور عرق ریز محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم محنت کرنے اور اپنی مدد آپ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ تو یقیناً خدا بھی ہماری مدد کرے گا۔ اور دوسری قومیں بھی ہماری اعانت میں خوشی محسوس کریں گی۔

وزیر تعلیم نے ارکان کے ضمنی سوالات کے جواب میں جو باتیں کہی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیمی اداروں میں فوجی تربیت رائج کرنے کے متعلق حکومت کے ذہن میں ابھی تک کوئی واضح خاکہ نہیں ہے۔

پاکستان کے خلاف بھارت کے جارحانہ عزائم اب مکمل طور پر بے نقاب ہو چکے ہیں۔ ہماری سرحدوں پر خطرہ برابر بڑھ رہا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنا دفاع مضبوط کرنے کے لئے اپنی کوششوں میں کئی گُنا اضافہ کرنا چاہیئے۔ اور فوجی تربیت کو لازمی مضمون قرار دینا چاہیئے۔

جو نوجوان کسی مجبوری کی وجہ سے ابتدائی مدارج کے بغیر اپنی تعلیم کا سلسلہ ترک کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں یا جن کی عمر زیادہ ہو چکی ہے اور وہ اپنی روزی کمانے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی فوجی تربیت دینے کا مناسب انتظام ہونا چاہیئے۔

علاوہ ازیں

ہمیں دفاعی ضرورتیں خود اپنے وسائل سے پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

●

مجلس ذکر : ۲۳ر رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۶۵ء

بیشک نیکیاں برائیوں کو مِٹا دیتی ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ آپ اللہ کے ذکر کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ حضرتؒ نے مجلس ذکر کے نام سے ذکر اللہ کا ایک پودا لگایا تھا۔ اور وہ خود ہی اس کے مالی تھے — آپ حضرات کی خوش قسمتی ہے کہ حضرتؒ کی وفات کے بعد آپ اس پودے کی حفاظت و پرورش کر رہے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے اختیار و قدرت میں سب کچھ ہے جو وہ چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ مجلس ذکر میں آنا جانا آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے آپ مجلس ذکر میں نہ آسکیں۔ تو ذکر اللہ ہرگز نہ چھوڑیں۔ گھر میں بیوی بچوں کو ساتھ لے کر ذکر اللہ کریں۔ اس سے گھر میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوگی۔ دلوں میں محبت و الفت پیدا ہوگی مشکلیں آسان ہوجائیں گی۔ اسلام اجتماعیت و اشتراکیت کی تعلیم دیتا ہے۔ مِل جُل کر ذکر اللہ کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کسی ایک کا ذکر قبول ہوگیا تو اس کی برکت سے سب ذکر کرنے والوں کا قبول ہوگیا اور سب کی نجات ہوجائے گی۔

حضرتؒ نے ۹ سال کی عمر میں اللہ کا نام سیکھا اور آخر وقت تک ذکر اللہ کو نہیں چھوڑا۔ حضرتؒ کی رمضان میں پیدائش ہوئی اور رمضان ہی میں وفات ہوئی۔ اور وفات کے وقت حضرتؒ کی زبان پر کلمہ طیبہ خوب جاری تھا۔ کلمہ پڑھتے پڑھتے حضرتؒ کی روح پرواز کر گئی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسی موت عطا فرمائے۔ آمین!

نیک ارواح کو جنّت دکھلا دی جاتی ہے۔ فرشتے نیک بندوں کی جان بڑے اطمینان و سکون سے نکالتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ کے نافرمانوں کی جان بڑی تکلیف سے نکلتی ہے۔ ایک آدمی کی جان نہیں نکلتی تھی تین دن سخت تکلیف میں مبتلا رہا۔ آخر تیسرے دن بڑی مشکل سے جان نکلی بعد میں پتہ چلا کہ اس نے چوری چھپے عیسائیت قبول کرلی تھی۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چرچل تین دن تک موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا رہا — اور فرشتۂ اجل سے لڑتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بُری موت سے بچائے۔ کثرت سے یہ دعا پڑھتے رہنا چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْت۔

آج میں کلمہ طیبہ کے فضائل و فوائد عرض کرتا ہوں۔ ہمارے محترم صدر پاکستان نے ۶ ستمبر کو افواجِ پاکستان اور قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھ کر دشمن کو کچل ڈالو۔ اور ہوا بھی ایسا ہی — اللہ تعالےٰ نے اپنے نام کی برکت سے دشمن کے سب منصوبوں کو خاک میں ملا کر اس کو شکست فاش دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ وَاِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۔ (پ۱۲۔ سورہ ھود۔ ع ۱۰)

ترجمہ: اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھئے۔ دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصّوں میں۔ بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں (نامۂ اعمال سے) بُرے کاموں کو۔ یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

یعنی اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی طرف جھکو، صبح و شام اور رات کی تاریکی میں خشوع اور خضوع سے نمازیں ادا کرو۔ کہ یہ بھی بڑا ذریعہ خدا کی مدد حاصل کرنے کا ہے۔ دن کے دونوں طرف یعنی طلوع و غروب سے پہلے فجر و عصر کی نمازیں مراد ہیں۔ یا ایک طرف فجر اور دوسری طرف مغرب کو رکھا جائے کہ وہ بھی بالکل غروب کے متصل ہوتی ہے — اور بعض سلف کے نزدیک اس میں فجر اور ظہر و عصر تینوں نمازیں داخل ہیں۔ گویا دن کے دو حصّے کرکے پہلے حصّہ میں فجر کو اور دوسرے حصّہ میں جو نصف النہار سے شروع ہوکر غروب پر ختم ہوتا ہے۔ دونوں نمازیں ظہر و عصر کو شمار کرلیا۔ اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے فقط عشاء یا مغرب و عشاء دونوں مراد ہیں۔ ابن کثیر نے یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ طَرَفَیِ النَّھَارِ سے فجر و عصر اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے تہجد مراد ہے کیونکہ ابتدائے اسلام میں یہ ہی تین نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ بعدہٗ تہجّد کی فرضیت منسوخ ہوئی اور باقی دو کے ساتھ تین کا اضافہ کیا گیا۔ (واللہ اعلم)

آگے فرمایا۔ کہ نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے یا یہ مطلب ہے کہ "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ" کا ضابطہ یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے جسے کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ نیکیاں برائیوں کو تین طرح دُور کرتی ہیں۔ جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں۔ اور جو نیکیاں اختیار کرے اُس سے خُو برائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو، وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب رہنا چاہئے جتنا مَیل اتنا صابُون۔

حضرت ابوذرؓ کا فرمان ہے کہ مَیں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ جب کوئی برائی سرزد ہوجائے تو فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کرو تاکہ اس کی مکافات ہوجائے۔ مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا لا الٰہ الا اللہ بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو نیکیوں میں افضل ترین نیکی ہے۔ نیز حضرت انسؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ رات میں یا دن میں کسی وقت بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے اس کے نامۂ اعمال سے برائیاں دُھل جاتی ہیں۔

بہرحال کلمہ طیبہ کا قرآن پاک اور احادیث خیرالانام میں اس کثرت سے ذکر ہے کہ ایک مجلس میں اسے بیان کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کے مختلف ناموں سے ہی اس کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ مثلاً اسے قول ثابت، کلمہ تقویٰ، مقالید السمٰوات والارض (زمینوں اور آسمانوں کی کنجیاں) دعوت الحق ثمن الجنۃ" (جنت کا ٹکٹ) وغیرہ سے ذکر فرمایا گیا ہے۔

پورا کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صبح و شام کم از کم ۱۰۰ مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ جتنا کوئی پڑھ سکے پڑھے۔ اگر یہ زندگی میں زبان پر جاری ہوگیا — تو انشاء اللہ موت کے وقت خود بخود زبان پر جاری ہوجائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر کام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھنا سب کاموں سے بہتر ہے۔

ذاکر اور نمازی مسلمان کبھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کی نیکیاں گناہوں پر غالب آجاتی ہیں۔

خطبۂ جمعہ

۲۴- رجب المرجب ۱۳۸۵ھ - ۱۹- نومبر ۱۹۶۵ء

معراج کی حکمت و ضرورت اور

برزخ کے مشاہدات

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ و کفیٰ وَ سلامٌ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۔ (پ ۱۵ ع ۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے ایک حصّہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک اس غرض سے سیر کرائی کہ اسے اپنے کچھ نشانہائے قدرت دکھائے - وہ بے شک سمیع و بصیر ہے ۔

اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزانہ سفر رات کو ہوا - اس لئے خداوندِ کریم نے قرآن مجید میں لفظ اسراء سے اس کو بیان کیا ۔ نیز معراج - عروج سے نکلا ہے - جس کے معنی اور چڑھنے کے ہیں اور چونکہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے "عُرِجَ بِیْ" (مجھے اوپر چڑھایا گیا) کے الفاظ بیان ہوئے ہیں - اس لئے اس سفرِ مبارک کو معراج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

پھر چونکہ یہ سیر انتہا درجہ کی تعجب خیز تھی اور حیرت انگیز ہونے کی وجہ سے خالقِ ذوالجلال کی اعجوبہ نمائیوں پر دلالت کرتی تھی اس لئے اس کا تذکرہ لفظ "سبحان" کے ساتھ شروع کیا گیا - جو تنزیہہ یا اظہار تعجب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے - ظاہر ہے بندہ روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کا نام ہے - اور بندے کا جسم کے ساتھ رات کے کچھ حصّے میں مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک رجو چالیس دن کی مسافت ہے - اور وہاں سے آسمانوں پر جانے کا واقعہ محیر العقول ہے اس لئے لسانِ وحی نے اسے "لفظ سبحان" کے ساتھ شروع کیا - اور یہ بین ثبوت ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراجِ جسمانی پر۔

معراج کی حکمت

بزرگانِ محترم ! آپ اکثر دیکھتے ہیں کہ سربراہانِ مملکت اپنے خاص معتمدین کو ملک کے اندرونی نظم و نسق اور رموزِ مملکت سے مطلع کیا کرتے ہیں - اسی طرح شہنشاہِ ارض و سماء مالک الملک حق تعالیٰ سبحانہٗ بھی کبھی کبھی اپنے خاص پیام بروں کو اپنی حکمرانی کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کراتے رہے ہیں - اور ان پر فطرت کے وہ راز ہائے سربستہ کھولتے اور کائنات کے وہ اسرار ظاہر فرماتے رہے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں کئے جاتے تھے ۔

چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ملکوت السمٰوت والارض یعنی کائنات کے مخفی نظام اور اندرونی نسق کا مشاہدہ کرایا گیا ۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کی بادشاہی دکھاتے ہیں - اور اس بات کا بھی تجربہ کرا دیا گیا کہ خالق کردگار کس طرح مردوں کو زندگی بخشتا ہے - حضرت موسیٰ کلیم علیہ السلام پہاڑ پر جلوۂ ربّانی سے سرفراز کئے گئے - اور انہیں اس غرض سے اپنے ایک مقبول بندے، (حضرت خضرؑ) کی رفاقت میں پھرایا گیا کہ وہ رب قدیر کی مشیت کے ماتحت دنیاوی نظم و نسق کا عملی تجربہ کریں - اسی طرح دیگر انبیائے بنی اسرائیل کو بھی عالمِ روحانی کی سیر کرائی گئی جس کی تفصیل تورات میں موجود ہے - اور بالآخر اسی اصول اور ضابطہ کے تحت خدائے قادر و توانا نے دنیا کے آخری نجات دہندہ امام المرسلین خاتم النبیّن سید الاوّلین والاخرین، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ برزخ کا مشاہدہ کرانے کے بعد عالمِ ملکوت کی سیر و سیاحت کا امتیاز بخشا اور آسمانوں پر بلا کر عالمِ آخرت کے اسرار و خفایا سے مطلع فرمایا - مزید برآں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آدم علیہ السلام اور تمام اولاد آدم کے سردار اور محبوب رب العالمین ہیں - اس لئے آپؐ کی رسائی وہاں تک ہوئی - جہاں تک مخلوق میں سے کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی - اور آپؐ نے وہ دیکھا جو مقرّبانِ بارگاہِ ایزدی کے حدّ نظر سے باہر تھا - اور جو قرب آپؐ کو نصیب ہوا - اور جو تحفہ آپؐ کو اور آپؐ کی امت کو دیا گیا کسی کو نہیں دیا گیا ۔

ہر واقعہ ایک حقیقت رکھتا ہے !

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ اقصیٰ تک پھر سدرۃ المنتہیٰ تک پھر جہاں تک خدا نے چاہا سیر کرائی گئی اور یہ سب سیر جسم کے ساتھ بیداری کی حالت میں تھی - لیکن یہ ایک مقام ہے جو مثال اور شہادت کے درمیان برزخ ہے - یہ مقام دونوں عالم کے احکام کا جامع ہوتا ہے اس لئے جسم پر روح کے احکام نازل ہوئے اور روح نے جسم کو قبول کر لیا - اور وہ جسم اسی کی طرح لطیف ہو گیا - اسی لئے معراج کے واقعات میں سے ہر واقعہ ایک حقیقت رکھتا ہے ۔

۱- سینہ کا چاک کرنا اور اسے ایمان سے بھر دینا

اس کی حقیقت یہ ہے کہ انوار ملکیہ غالب کر دیئے گئے اور طبیعت کا غلبہ جاتا رہا - تاکہ جو کچھ اُدھر سے طبیعت پر فیضان ہو - اس کیلئے طبیعت مستعد ہو جائے ۔

۲- براق پر سوار ہونے کی حقیقت !

یہ ہے کہ نفس ناطقہ پر جو کمالِ حیوانی ہے، غالب آجائے - اس لئے براق پر اسی خوبی سے سوار ہوئے جیسے کہ حضورؐ کے نفس انسانی کے احکام قوتِ حیوانی پر غالب تھے ۔

۳- مسجد اقصیٰ تک سیر

اس لئے ہے کہ شعار الٰہیہ کے ظہور کا محل ہے ملاءِ اعلیٰ کی ہمتیں اس سے متعلق ہیں اور وہ انبیاء کی نگاہوں کی نظرگاہ ہے گویا وہ عالمِ ملکوت کی جانب ایک روزن ہے ۔

انبیاءؑ سے ملاقات

اور ان پر فخر کرنا حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کو اجتماعی طور پر اس عالم سے ربط حاصل ہے اور ان تمام کمالات و خصوصیات کا جو انبیائے مرسلین میں تھے کامل طور پر حضورؐ سے ظہور ہوا۔

(۵) آسمانوں پر یکے بعد دیگرے چڑھنے کی حقیقت

یہ ہے کہ درجہ بدرجہ طبیعت کے تعلقات سے نکل کر خدا کے یہاں جانا ہے اس لئے سارے تعلقات طبعی سے الگ ہو کر وہاں پہنچیں اور فرشتوں کے حالات سے بھی آپ واقف ہو جائیں اور انبیاء کے حالات کا بھی آپ کو علم ہو جائے اور فرشتوں کے تمام کاموں سے آپ کو واقفیت ہو جائے۔ اور جو چیزیں وحی کے ذریعہ سے آپ کو بتلائی گئی ہیں ان کا بھی پورا علم ہو جائے۔

اسی طرح اور چیزوں کی بھی ایک حقیقت ہے۔

نشان ہائے قدرت دکھانے کی ضرورت

حضور سرور کون و مکان علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء اور متمم دین ہیں۔ آپ ہر ملک اور ہر قوم کے لئے قیامت تک کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اس لئے اتمام نعمت اور تکمیل دین سے پیشتر ضروری تھا کہ دعوت و تبلیغ اور ترغیب و ترہیب کا کام بھی منتہائے کمال کو پہنچ جائے۔ اس لئے لازم ہوا کہ آپ ملاء اعلیٰ کے نشان ہائے قدرت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لوگوں کے سامنے عینی مشاہدے کی حیثیت سے پیش کریں اور حجت الٰہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دی جائے۔ عالم بالا اور اسرار آخرت کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد تحریص و تخویف کا فرض جس خوبی سے انجام پا سکتا تھا۔ وہ بن دیکھے اس خوبی سے ادا کرنا مشکل تھا۔ اس لئے آپ کو چند مرتبہ روحانی سیر کرانے کے بعد عالم ملکوت کے عجائبات حالت بیداری میں ظاہری آنکھوں سے بھی دکھا دیئے گئے۔

چنانچہ آج کی صحبت میں وقت کی کمی کے باعث صرف عجائبات برزخ کے مشاہدات بیان کر کے خطبہ کو ختم کر دیا جائے گا۔ تا کہ ان واقعات سے ہم سبق حاصل کر سکیں۔

عجائبات برزخ کا مشاہدہ

دلائل بیہقی کی ایک روایت سے مترشح ہوتا ہے کہ ہادیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے کوائف برزخ کا مشاہدہ کرایا گیا:۔

مجاہدین فی سبیل اللہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے لوگوں پر گزر ہوا۔ جن کی فصل ایک ہی دن میں پک کر تیار ہو جاتی ہے اور وہ اسے ہر روز کاٹ لیتے ہیں۔ اور جب کاٹ چکتے ہیں تو پھر وہ ویسی ہی تیار ہو جاتی ہے۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے سرفروشی کی۔ ان کی ہر ایک نیکی سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہے۔ یہ لوگ جتنا بھی خرچ کریں۔ حق تعالیٰ شانہٗ اُن کو اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے اور وہ بہترین رزاق ہے (دلائل بیہقی)

تارکین صلوٰۃ و مانعین زکوٰۃ

پھر آپؐ ایک ایسی جماعت پر گزرے جن کے سر پتھر سے کچلے جاتے ہیں۔ جب یہ سر کچلے جاتے ہیں۔ تو حالت سابقہ پر عود کر آتے ہیں اور اس سلسلہ میں ذرا بھی انقطاع نہیں ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے بے نماز ہیں۔ انہوں نے فریضۂ صلوٰۃ کی طرف توجہ نہیں۔ پھر آپ ایک جماعت پر گزرے جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے۔ تھوہر اور جہنم کے پتھر ان کی غذا تھے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اور ظلم کرنا اس ذاتِ بے چوں کے شایان نہیں۔

حرام کار

پھر آپؐ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کے پاس ہنڈیاں میں پکا ہوا نفیس گوشت رکھا تھا اور دوسری ہنڈیا میں کچا سڑا ہوا گوشت تھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ یہ پکے ہوئے نفیس و خوش ذائقہ سالن کی طرف التفات نہیں کرتے بلکہ پاس کا کچا متعفن گوشت کھا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل امین نے کہا یہ آپ کی اُمت کے وہ مرد ہیں جن کے گھر میں حلال طیب بیوی موجود ہے۔ لیکن وہ اس کو چھوڑ کر پرائی ناپاک عورت کے پاس جاتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں میں ایسی عورتیں بھی ہیں جو اپنے حلال طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی ناپاک مرد کے پاس جاتی ہیں (طبرانی و بزار)

غیبت کرنے والے اور دروغ گو!

اس کے بعد آپؐ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ یہ لوگ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے آپؐ نے حضرت روح الامین سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو غیبت کر کے لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد)

اسی طرح آپ ایک اور جماعت کے پاس پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہے اور دوسرا بیٹھا ہے۔ کھڑے ہونے والے کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے اور وہ بیٹھے ہوئے کی باچھ میں ڈال کر اتنا چیرتا ہے کہ باچھ کٹ کر کندھے تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر دوسری باچھ میں ڈال کر ایسا ہی کرتا ہے۔ اتنے میں پہلی باچھ اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو آپؐ کو بتایا گیا کہ دروغ گو آدمی ہے۔ اسے جھوٹ بکنے میں باک نہیں (بخاری)

حقوق العباد سے غفلت

پھر آپؐ ایک شخص کے پاس پہنچے جس نے لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھا جمع کر رکھا تھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ اس کو اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر زیادہ بوجھل ہونے کی وجہ سے اٹھا نہیں سکتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اور لکڑیاں لا لا کر گٹھے پر رکھتا چلا جاتا ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ جبرئیل امین نے جواب دیا یہ آپ کی اُمت کا وہ شخص ہے۔ جس کے ذمے لوگوں کا قرض امانتیں اور دوسرے حقوق ہیں۔ لیکن یہ حقوق العباد کی طرف سے بے اعتنائی برتتا ہے۔ اس لئے وہ بدن گراں بار ہوتا جا رہا ہے۔ (طبرانی و بزار)

علماءِ سُو

پھر آپؐ ایسے لوگوں پر گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ جب زبانیں اور ہونٹ کٹ چکتے ہیں تو پھر حالتِ سابقہ پر عود کر آتے ہیں اور بننے اور بگڑنے کا یہ سلسلہ

باقی ص ۱۳ پر

خبردار! سن لو اور یاد رکھو!

اسلام تا قیامت ہرگز ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتا

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ٭ پھونکوں سے یہ چراغ بُجھایا نہ جائے گا

ایم عبد الرحمان لودھیانوی شیخو پورہ

قرآنی شواھد

(۱) اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ط
(پ ۳ ع ۱۰)

ترجمہ:۔ بے شک دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے۔

اسلام کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں مذہب اسلام کو بھی اسی لئے اسلام کہا جاتا ہے کہ ایک مسلم اپنے آپ کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دینے اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے۔ گویا اسلام انقیاد و تسلیم کا اور مسلمانی، حکمبرداری کا دوسرا نام ہے۔ یوں تو شروع سے آخر تک تمام پیغمبر ہی مذہب اسلام لے کر آئے۔ اور اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوم کو مناسب وقت احکام پہنچا کر طاعت و فرمانبرداری اور خالص خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتے رہے ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں خاتم الانبیاءؑ محمد رسُول اللہؐ نے تمام دُنیا کو جو اکمل، جامع ترین، عالمگیر اور ناقابلِ تنسیخ ہدایات دیں۔ وہ تمام پہلی سچّی شریعتوں پر مع شئی زائد مشتمل ہونے کیوجہ سے خصوصی رنگ میں اسلام کے نام سے موسوم وُمقلّب ہوئیں۔ بہ ہر حال اس آیت میں تمام اقوام اور مِلل کے سامنے عموماً اعلان کیا گیا ہے کہ دین و مذہب صرف ایک ہی چیز کا نام ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ بندہ دل و جان سے اپنے آپ کو خداوندِ قدوس کے سپُرد کر دے اور جس وقت جو حکم اس کی طرف سے پائے بے چون و چرا گردنِ تسلیم جھکا دے۔ اب جو لوگ خدا کے لئے بیٹے پوتے تجویز کریں۔ مسیح و مریم کی تصویروں اور صلیب کی لکڑی کو پوجیں۔ خنزیر کھائیں آدمی کو خدا یا خدا کو آدمی بنا دیں۔ انبیاءؑ و اولیاءؒ کو قتل کر ڈالنا معمولی بات سمجھیں۔ دینِ حق کو مٹانے کی ناپاک کوششوں میں لگے رہیں۔ موسیٰ اور مسیح علیہما السلام کی بشارات کے موافق جو پیغمبران دونوں سے بڑھ کر شان و نشان دکھلاتا ہوا آیا۔ جان بوجھ کر اس کی تکذیب اور اس کے لائے ہوئے کلام سے ٹھٹھا کریں یا جو بے وقوف پتھّروں۔ درختوں، ستاروں اور چاند سورج کے آگے سجدہ کریں اور حلال و حرام کا معیار محض ہوائے نفس کو ٹھہرالیں۔ کیا اُن میں کوئی جماعت اس لائق ہے کہ اپنے آپ کو مسلم اور ملتِ ابراہیمی کا پیرو کہہ سکے۔ العیاذ باللہ۔

اسلام ایک واضح اور روشن چیز ہے۔ جس قسم کے دلائل سے موسیٰ و مسیح علیہما السلام کی رسالت، یا تورات و انجیل کا کتاب سماوی ہونا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس سے بہتر، مضبوط، اور زندہ دلائل حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے موجود ہیں بلکہ خود وہ کتابیں آپ کی حقّانیّت کی شہادت دے رہی ہیں۔ توحیدِ خالص ایک صاف مضمون ہے۔ جس کے خلاف باپ، بیٹے کا نظریہ محض ایک بے معنی چیستان ہو کر رہ جاتی ہے۔ جس کی کوئی علمی اصول تائید نہیں کرتا۔ اب جو اہل کتاب مخالفِ اسلام ہو کر ان روشن حقائق کو جھٹلائیں۔ اور حق تعالیٰ کی حکم برداری سے سرتابی کریں۔ بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ محض ضد، حسد، عناد اور جاہ و جلال کی حرص میں ایسا کر رہے ہیں عیسائیوں کے پیر پادری ابو حارثہ ابن علقمہ نے خود اعتراف کیا ہے کہ واللہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبیؐ منتظر ہیں۔ جن کی بشارت ہماری کتابوں میں دی گئی تھی، تو اس کے بھائی کُرز نے کہا پھر مانتے کیوں نہیں؟ بولا اگر محمدؐ پر ایمان لے آئے تو یہ بادشاہ جو بے شمار دولت ہم کو دے رہے ہیں۔ اور اعزاز و اکرام کر رہے ہیں۔ سب واپس کر لیں گے۔ کُرز نے اس کلمہ کو اپنے دل میں رکھا اور آخر کار یہ کلمہ ان کے اسلام کا سبب ہوا۔

دلائل عقلیّہ و نقلیّہ سے ان کے فاسد عقیدہ کا ردّ کر کے متنبہ فرما دیا کہ حق کے

واضح ہونے کے بعد جو لوگ محض دنیوی متاع اموال و اولاد وغیرہ کی خاطر ایمان نہیں لاتے وہ خوب سمجھ لیں کہ مال و دولت اور جتھے نہ اُن کو دنیا میں خدائی سزا سے بچا سکتے ہیں۔ نہ آخرت میں عذاب عظیم سے،

(۲) اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۞ (پ۳ ع ۱۷)

ترجمہ:۔ کیا وہ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ آسمان والے اور زمین والے چار و ناچار اسی کے حکم بردار ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سے خُدا کا دین اسلام رہا ہے۔ جس وقت حق تعالیٰ کا جو حکم کسی راستباز اور صادق العقول پیغمبر کے توسط سے پہنچے۔ اس کے سامنے گردن جھکا دو۔ پس آج جو احکام و ہدایات سید المرسلین خاتم الانبیاءؐ لے کر آئے۔ وہی خدا کا دین ہے کیا اسے چھوڑ کر نجات و فلاح کا کوئی اور راستہ ڈھونڈھتے ہیں؟ خوب سمجھ لیں۔ کہ خدا کا دین چھوڑ کر کہیں ابدی نجات اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی۔ آدمی کو لائق نہیں کہ اپنی خوشی، شوق اور رغبت سے اس خدا کی حکم برداری اختیار نہ کرے جس کے حکمِ تکوینی کے نیچے تمام آسمان و زمین کی چیزیں ہیں۔ خواہ وہ حکمِ تکوینی ان کے ارادہ اور خوشی کے توسط سے ہو۔ جیسے فرشتے اور فرمانبردار بندوں کی اطاعت ہیں، یا مجبوری اور لاچاری سے جیسے عالم کا ذرہ ذرہ ان آثار و حوادث ہیں جن کا وقوع و ظہور بغیر مخلوق کی مشیت و ارادہ کے ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ کا تابع ہے۔

(۳) وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ج وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۞ (پ ۳ ع ۱۷)

(ترجمہ) اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرے گا سو وہ ہرگز قبول نہ ہو گا اور وہ شخص آخرت میں نقصان میں رہے گا۔

جب خدا کا دین (اسلام) اپنی مکمل صورت میں آ پہنچا تو کوئی جھوٹا یا نا مکمل دین قبول نہیں کیا جا سکتا۔ طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس، بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔ مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا عہد گذر چکا ہے۔ اب سب سے بڑی آخری اور عالمگیر نبوت و ہدایت ہی سے روشنی حاصل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہی تمام روشنیوں کا خزانہ ہے۔

جس میں پہلی تمام روشنیاں مدغم ہو چکی ہیں۔
اس سے بڑا نقصان کیا ہو گا کہ (راس المال) ہی کو کھو بیٹھا۔ حق تعالیٰ نے جس صحیح فطرت پر پیدا کیا تھا سوءِ اختیار اور غلط کاری سے اسے بھی تباہ کر ڈالا۔
جن لوگوں نے حق کے واضح ہونے کے بعد جان بوجھ کر کفر اختیار کیا یعنی دل میں یقین رکھتے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں بلکہ اپنی خاص مجلسوں میں اقرار کرتے ہیں کہ یہ رسول سچا ہے اس کی حقانیت و صداقت کے روشن دلائل، کھلے نشانات اور صاف بشارات ان کو پہنچ چکی ہیں اس پر بھی کبر و حسد اور حبِ جاہ و مال، اسلام قبول کرنے اور کفر و عدوان کے چھوڑنے سے مانع ہیں۔ دنیوی اغراض اور شیطانی اغوا سے مرتد ہو گئے۔

(۳) اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ
(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی کل نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے مذہب اسلام پسند کیا۔

تفسیر

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ زندگی کے ہر شعبہ اور علوم ہدایت کے ہر باب کے متعلق اصول و قواعد اسی طرح تیار ہو چکے تھے اور فروع و جزئیات کا بیان بھی اتنی کافی تفصیل اور جامعیت سے کیا جا چکا تھا کہ پیروانِ اسلام کے لئے قیامت تک قانون الٰہی کے سوا کوئی دوسرا قانون قابل توجہ نہیں رہا تھا۔ نبی کریمؐ کی تربیت سے ہزاروں سے زیادہ خدا پرست، جانباز اور سرفروش ہادیوں اور معلموں کی ایسی عظیم الشان جماعت تیار ہو چکی تھی۔ جس کو قرآن کی تعلیم کا مجسم نمونہ کہا جا سکتا تھا۔ مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کامل وفاداری کے ساتھ خدا سے عہد و پیمان پورے کر رہے تھے۔ نہایت گندی غذائیں اور مردار کھانے والی قوم مادی اور روحانی طیبات کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو رہی تھی شعائر الٰہیہ کا ادب و احترام دلوں میں پختہ ہو چکا تھا۔ ظنوں و اوہام (وہم و گمان) اور انصاب و ازلام (بتوں اور جوتے کے تیروں) کا تار پود بکھر چکا تھا۔ شیطان جزیرۃ العرب کی طرف سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر دیا گیا تھا کہ دوبارہ وہاں اس کی پرستش ہو سکے۔ ان حالات میں ارشاد ہوا کہ آج کفار اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں کہ تم کو تمہارے دین قیم سے ہٹا کر پھر انصاب و ازلام وغیرہ کی طرف لے جائیں۔ یا دین اسلام کو مغلوب کرنے کی توقعات باندھیں یا احکام دینیہ میں کسی تحریف و تبدیل کی امید قائم کر سکیں۔ آج تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا۔ جس میں کبھی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا انعام تم پر پورا ہو چکا۔ جس کے بعد تمہاری جانب سے اس کے ضائع کر دینے کا کوئی اندیشہ نہیں۔
خدا تعالیٰ نے ابدی طور پر اسی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا اس لئے اب کسی ناسخ کے آنے کا کبھی احتمال نہیں۔ ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے البتہ اس محسن جلیل اور منعم حقیقی کی ناراضگی سے ہمیشہ ڈرتے رہو جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری نجاح و فلاح (کامیابی) اور کل سود و زیاں ہے۔
گویا فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ میں اس پر متنبہ فرما دیا کہ آئندہ مسلم قوم کو کفار سے اس وقت تک کوئی اندیشہ نہیں جب تک ان میں خشیت الٰہی (اللہ کا ڈر) اور تقویٰ کی شان موجود ہے۔

(۴) یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۱)
(ترجمہ) وہ (کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تو اپنے نور کو پورا کئے بغیر نہ رہے گا اور کافر پڑے برا مانیں وہی تو ہے کہ جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو ناگوار گذرے۔

تفسیر

توحید خالص اور اسلام کا آفتاب جب چمک اٹھا پھر یہ دو غلی باتیں اور مشرکانہ دعادی کہاں فروغ پا سکتے ہیں۔ یہ کوشش کہ بے حقیقت اور بے مغز باتیں بنا کر اور فضول بحث و جدل کر کے نورِ حق کو مدہم کر دیں ایسی ہے کہ کوئی بے وقوف منہ سے پھونکیں مار کر چاند یا سورج کی روشنی کو بجھانا اور ماند کرنا چاہے یاد رکھو خواہ یہ کتنے ہی جلیں مگر خدا نورِ اسلام کو پوری طرح پھیلا کر رہے گا۔
اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے یہ تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت و سلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت تک حاصل ہوا ہے اور ہو گا جبکہ مسلمان اصولِ اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے بالکل صفحہ ہستی سے محو کر دے۔ یہ نزولِ مسیح علیہ السلام کے بعد قریب قیامت کے ہونے والا ہے۔

(۵) اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝
(پ ۲۳ ع ۱۷)
(ترجمہ) پھر کیا وہ شخص کہ جس کا اللہ نے اسلام کے لئے سینہ کھول دیا پھر وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر بھی ہو گیا وہ اس کے برابر ہے کہ جس کے دل پر گمراہی کی مہر ہے؟ پھر خرابی ہے ان کو کہ جن کے دل یادِ الٰہی سے سخت ہیں وہی صریح گمراہی میں ہیں۔

تفسیر

مسلمان اور کافر دونوں برابر کہاں ہو سکتے ہیں ایک وہ جس کا سینہ اللہ نے قبولِ اسلام کے لئے کھول دیا نہ اسے اسلام کے حق ہونے میں کچھ شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ نہ احکام اسلام کی تسلیم سے انقباض۔ حق تعالیٰ نے اس کو توفیق و بصیرت کی ایک عجیب روشنی عطا فرمائی جس کے اجالے میں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اللہ کے راستہ پر اڑا چلا جا رہا ہے۔ دوسرا وہ بدبخت جس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو نہ کوئی نصیحت اس پر اثر کرے نہ خیر کا کوئی قطرہ اس کے اندر گھسے، کبھی خدا کی یاد کی توفیق نہ ہو۔ یونہی اوہام و اہوا اور رسوم و تقلید آباء کی اندھیریوں میں بھٹکتا پھرے۔

(۶) هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ (پ ۲۶ ع ۱۲)
(ترجمہ) وہی تو ہے کہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو ہر ایک دین پر غالب کرے اور اللہ کی شہادت کافی ہے۔

تفسیر

اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہی اپنے فضل سے اس کو حق ثابت کرنے والا ہے

(۷) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۹)
ترجمہ:- وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی بجھا دیں۔ اپنے منہ سے اور اللہ نے اپنی روشنی پوری کرنی ہے خواہ منکر برا مانیں۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول راہ کی سوجھ اور سچا دین دے کر بھیجا کہ اس کو سب دینوں سے اوپر کرے اور پڑے برا

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی

جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی حقیقت

قسط (۲)

ہم اوّل کلمہ گو ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور بعد میں اور کچھ ہیں۔

جہاد اس وقت مانا جائے گا جب کہ صرف رضائے حق تعالےٰ جل شانہٗ کے حاصل کرنے کی نیّت سے کفار سے جنگ کی جا رہی ہو — ایسا لڑنے والا کلمہ گو "مجاہد ہے" غازی ہے، قتل ہو جائے تو شہید ہے" خوب جان لو — رہا سوال مالِ غنیمت کا، ملک و رقبہ کے حاصل ہونے کا۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جو اس نے جہادِ صحیح کی برکت سے دنیا میں بھی نفع بخشا اور جس کا اصل نفع مرنے کے بعد ہی حاصل ہوگا۔ ہمارا جذبہ کفار سے لڑنے کے سلسلہ میں ان چیزوں کے حاصل کرنے کا ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ یہ ہی اخلاص ہے اخلاص اللہ تعالےٰ کو پسند ہے۔ اس کی بڑی برکتیں ہیں

جذبۂ صحیح

اعلائے کلمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی بات کو بلند کرنا۔ اسلام کو غالب کرنا۔ کفر کو مغلوب کرنا۔ کفارہ کی طاقت کو پاش پاش کرنا اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ مظلوموں کی حمایت اور امداد کے لئے لڑنا۔ یہ ہے صحیح جذبہ اس سلسلہ میں خواہ کشمیر مل جائے، خواہ سارا ہندوستان اللہ تعالےٰ فتح کرا دیں۔ یہ ان کا فضل ہے۔

محض اللہ تعالےٰ کا فضل رہا

مشرکینِ ہند کا اچانک حملہ آور ہونا۔ لاہور کو فتح کرنے کے ناپاک ارادے سے فوج کشی کرنا۔ جب کہ ہم لوگ سوتے ہوئے تھے۔ وہ کون سی طاقت تھی جس نے ان مشرکین کے ٹینکوں اور فوجیوں کو نہر سے پرے ہی روک لیا۔ لوگو! خوب جان لو یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل تھا۔ اس کی کرم نوازی تھی جس نے کفّار کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ کیا بات کہ کوئی ہمیں روکنے والا نہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ ہمیں گھیرے میں لیا جا رہا ہو۔ اس خیال کے آنے پر وہ مشرک رُک گئے۔ قلوب اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اسی نے یہ رعب ولانے والی بات ان کے خبیث قلوب میں ڈال کر ان کے رک جانے کا سبب بنا دیا۔ یعنی ان کی پیش قدمی کو روک دیا۔ سبحان اللہ! کیسی قدرت ہے کہ ایک خیال ہی کے ذریعہ پیش قدمی روک دی۔ نہ توپ چلی نہ ٹینک چلے۔ اس پر بھی ہم اس کی عبادت سے گریز کریں اس کے شکر میں کوتاہی کریں۔ تو یہ ہماری بدنصیبی ہے۔ جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ آج ہر ایک کے منہ پر خدا تعالےٰ کے فضل کا چرچا ہے جو ایک حقیقت ہے۔

ایمان و اسلام اوّل جہاد بعد میں

مجاہد کے لئے اسلام لانا، اس کے دل میں ایمان و یقین کا ہونا شرطِ اوّل ہے۔ ایمان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو وحدہٗ لاشریک ماننا۔ اس کے مبارک ناموں میں، اس کے مبارک کاموں میں، اس کی عالی ذات میں کسی بھی مخلوق کو شریک و شامل نہ کرنا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ماننا اور آخری رسول ماننا آپ کے بعد نبوّت کا دروازہ بند جاننا۔ نیز آپ کو ہر نیک خصلت کے اعتبار سے پوری کائنات میں افضل و اعلیٰ ترین ماننا یہ ہے ایمان، تمام اعمال صالحہ پر حتی الوسع عمل کرنا، گناہوں سے بچنا ہے — یہ ہے اسلام۔

مسلمانوں کو شروع اسلام سے اب تک جو کچھ کامیابی ہوئی سب کچھ خدا کی ذات پاک کی قدرت سے ہوئی۔ جو کچھ آج کامیابی ہو رہی ہے یہ بھی سب کچھ اسی اکیلے کی قدرت کا ظہور ہے اور جو کامیابی آئندہ ہوگی اُسی کی قدرت کاملہ سے ہوگی۔

مخلوق اسباب و وسائل و وسائط کا درجہ رکھتی ہے اصل نہیں ہے۔ اصل اس کی ذات حق ہے! وہ اسباب کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے دین و دنیا کی کامیابی کے سلسلے میں مسلمانوں کے ساتھ جو بھی احسان و سلوک اب تک کیا اور جو کچھ آج اور اب کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کریں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہی ان سب کا انحصار ہے اس کے علاوہ پر کامیابی کا یقین نظریہ اسلامی کے خلاف ہے۔ ہمارا بھروسہ فقط اسی کی ذات پر ہو۔ ہتھیار، فوج، ساز و سامان کا اکٹھا کرنا حکم جان کر کریں نہ کہ اس کو علّل سمجھا جائے۔

مجاہد بے نماز سے

جس طرح جہاد فرض ہے۔ اسی طرح پنجگانہ نماز بھی فرض ہے۔ جہاد سے جی چرانے والا اگر مجرم ہے تو ٹھیک اسی طرح نماز نہ پڑھنے والا بھی عنداللہ مجرم ہے۔ عزیزو! ہر حالت میں نماز کی پابندی کرو۔ نماز کسی حال میں معاف نہیں۔ عین لڑائی کے وقت بھی نماز پڑھنا چاہیئے۔ اس کے مختلف طریقے ہیں۔ ایسے مواقع سے متعلق جو مسائل ہیں۔ علمائے دین سے ان کو معلوم کرو۔ نماز کا اہتمام کروگے تو پاک رہنے کی بھی ہر ممکن کوشش کروگے۔ انسان جب پاک ہوگا تو جس گھڑی بھی موت آجائے سبحان اللہ خیر ہی خیر ہے۔ خواہ گھر پر ہو خواہ میدانِ جہاد میں!

ملک پاکستان کی مدد کرنا یہ محض اس کا فضل و احسان ہے۔ ہمارا اس پر کوئی حق نہیں — وہ مدد فرمائیں یہ ان کا کرم ہے۔ ہم اس کی کسی بھی نعمت کے مستحق نہیں۔ البتہ ہر گھڑی اس کی رحمت بے پایاں کے محتاج ضرور ہیں وہ ہی فقط داتا ہے کوئی دوسرا داتا نہیں۔ ساری مخلوق اس کے در کی بھکاری ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ جو کچھ ہم گداگروں کو عنایت دیں یہ ان کی علوشان ہے۔ عزیزو! یہ نسبت ہے اس کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے امتی ہونے کی۔ نیز یہ آپؐ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے جو قیامت تک کے آنے والے تمام امتیوں کے لئے مانگ گئے ہیں۔ اس میں ہمارا ہرگز کوئی کمال نہیں۔

فضائل جہاد فی سبیل اللہ

اب چند فضائلِ جہاد گنائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہم سب کو صحیح معنی میں مجاہد بننے اور اخلاص سے جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس عمل پر جو ثمرات دنیا و آخرت میں رکھے ہیں۔ ان کو بھی مرحمت فرمائیں۔ آمین!

۱۔ جہاد کے دنوں میں سب سے افضل عمل جہاد ہے۔ (۲) جہاد سے جی چرانے والا عنداللہ مجرم ہوگا۔ آج کل اگرچہ بغیر تربیت حاصل کیئے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا جذبہ جہاد تو ہر ایک میں ہونا چاہیئے اور تربیت حاصل کرنے کی سعی بلیغ کرے۔ (۳) جو میدانِ جہاد سے منہ پھیر کر بھاگے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو ذلیل کرکے ماریں گے۔ عزیزو! موت تو یقیناً آنی ہے اور اپنے وقت پر آنی ہے۔ پھر اس سے مفرّ کیا معنی؟ (۴) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلنے سے جو گرد جسم پر جہاں جہاں پڑیگی اس پر دوزخ کی آگ تو درکنار دوزخ کا دھواں بھی حرام کر دیا گیا ہے (۵) اللہ تعالےٰ کے راستہ میں نکلنے والے کے حق میں فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ از روئے تفاخر و برکت حاصل کرنے کی غرض سے مچھلیاں پانی میں دعا کرتی ہیں چیونٹیاں اپنے بلوں میں دعا کرتی ہیں (۶) جو آنکھ اسلامی سرحدات کی چوکیداری میں جاگی ہو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (۷) ایک شب بھی اسلامی سرحدات کی چوکیداری کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر جنت

واجب کر دیتے ہیں ۔ (۸) جہاد کرنے والا صاحبِ ایمان مجاہد مارا جائے تو وہ شہید اور بچ کر آجائے تو غازی (۹) شہید کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے قبل ہی اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور مغفرت کر دی جاتی ہے ۔ (۱۰) مجاہد کی ہر چیز کا وزن کر کے ثواب دیا جائے گا جو وہ جہاد کرنے کے سلسلہ میں استعمال میں لا رہا ہے ۔ مجاہد کو بوقتِ شہادت بڑی سے بڑی تکلیف کا صرف اتنا احساس ہوتا ہے جتنا کہ چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتا ہے ۔

میدانِ جہاد سے مفرّ

اگر کوئی میدانِ جہاد سے دشمن یا موت کے خوف سے بھاگ گا ۔ اور اس کی دیکھا دیکھی اور جتنے مجاہد میدان چھوڑ کر جائیں گے نیز اس پر جس قسم کا نقصان وجود میں آئے گا ۔ اس کی سزا میں وہ سب ملا کر عذاب اس پہلے کو دیا جائے گا ۔ اور باقی بھی اپنا اپنا عذاب بھگتیں گے ۔ اسی طرح اگر ایک مجاہد کی ثابت قدمی سے بقیہ اور مجاہدوں کے قدم جم گئے تو جتنا سب کو اجر و ثواب ملے گا اس اوّل والے کو سب کے برابر ثواب ملے گا ۔ دوسرے مجاہدوں کے ثواب میں کمی نہ ہو گی ۔ ان کو علٰحدہ علٰحدہ ثواب ملے گا ۔

جاسوسی کرنا گناہ عظیم ہے

اسلام و کفر کے مقابلہ کے دوران کافروں کو کوئی ایسی بات پہنچانا جس سے اسلام کو خطرہ لاحق ہو جائے ، مسلمانوں کو نقصان پہنچے تو ایسی خبر دینے والا موجودہ قانون کی وجہ سے باغی تو ہے ہی جس کی سزا ابھی ملے گی عنداللہ بھی ایسا شخص مجرم ہے جس کی سزا دوزخ ہو گی ۔ قبر جہنم کا گڑھا بنے گی نیز مملکت اسلامیہ سے بغاوت کرنا بھی گناہ کبیرہ اور ناقابلِ معافی جرم ہے ۔

دفاعی فنڈ اور اس کی تشہیر

جو مسلمان جسم و جان کے ساتھ شریکِ جہاد نہیں ہو سکتے ان کو اپنے مالوں کے ذریعہ اس مبارک عمل میں حصّہ لینا چاہئے ۔ جو جس لائق ہے اپنی اپنی بساط کے مطابق ہاتھ پَیر مارے مگر اس میں بھی اخلاص شرط ہے ۔ ریڈیو ، اخبارات میں نام پکارے جانے کا جذبہ ہرگز نہ ہو ۔ افسوس صد افسوس ! لوگ اس سلسلہ میں اپنی مستورات تک کے فوٹو شائع کرا لیتے ہیں ۔ یہ سب چیزیں اخلاص کے منافی ہیں ۔ یاد رکھو اس طرح شہرت تو حاصل ہو جائے گی ۔ مگر عنداللہ اجر و ثواب سے محرومی ہو گی اور یہ بڑے خسارہ والی بات ہے ۔ ہائے اللہ ! ان لوگوں تک یہ بات کون پہنچائے ۔ یہ لوگ نہ تو دیندار لوگوں کے پاس بیٹھتے اٹھتے ہیں نہ دینی رسائل و کتب کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ ورنہ اللہ تعالٰے جل شانہٗ جس کے قبضۂ قدرت میں جنت ، دوزخ ، اجر و ثواب ، جزا و سزا سب کچھ ہے ہے وہ تو دلوں کی باریک سے باریک باتوں کو بخوبی جانتا ہے اور وہی اجر و ثواب دیتا ہے ۔

عزیزو ! ایسی حرکات سے بچو ! مال بھی دیا ۔ اور اجر بھی نہ ملا ۔ جو کچھ دینا ہے چپ کر کے دے دو اور بڑھ چڑھ کر دو ۔ رہا سوال مسلمان بھائیوں کو ترغیب دینا ، ابھارنا ، شوق دلانا اس کے اور مختلف طریقے ہیں ۔ تشہیر تو نام ہی ہے مخلوق کو جتلانے کا ہے جس کو ریا کہتے ہیں ۔ اللہ تعالٰے تو تمام ہی کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا علم کامل بلا حیلہ ، بلا وسیلہ ، بلا ذریعہ ہر آن ہر گھڑی رکھتے ہیں ۔ یہ ہی تو علم غیب ہے جو خاصہ خداوندی ہے جس میں مخلوق میں سے کوئی شریک نہیں سبحان اللہ ! تم ابھی کسی چیز کے دینے کا ارادہ ہی کرتے ہو وہ تو اُسی وقت جان لیتے ہیں ۔ بھلا اخبار و ریڈیو میں نشر ہونے کے بعد ہی معاذ اللہ ، اللہ تعالٰے کو پتہ لگے گا ۔ ہاں اگر کوئی دوسرا فرد یا حکومت لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے تشہیر کرے اور دینے والے کو اس کا خیال نہ ہو تو جائز ہے اور اس کا اجر اللہ کی راہ میں دینے والے کو ضرور ملے گا ۔

بہترین و بدترین لوگ

آج لاکھوں مسلمان بے در و بے گھر پھر رہے ہیں جو جس طرح بھی ان مظلوم مسلمانوں کی اعانت کر رہا ہے اس کا بھی جہاد میں حصّہ ہے ۔ یہ بھی بہترین لوگ ہیں ۔ حدیث قدسی میں آتا ہے جب تک ایک مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کی بھلائی میں رہتا ہے اللہ تعالٰے اس کی بھلائی میں رہتے ہیں ۔

اور بدترین ہیں وہ لوگ جو ان مظلوم پریشان حال مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت میں مدد نہیں کرتے اور ان کی بہو بیٹیوں کے برہنہ و بے پردہ پھرنے کو غنیمت جان کر نظر بد سے دیکھتے ہیں اور بدترین ہیں وہ لوگ جو ایسے لوگوں کے گھروں کے تالوں کو توڑ کر مال لوٹتے ہیں ۔ خدا ان کو ہدایت دے ۔

دعا مومن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے

حدیث شریف میں وضو کرنے کو مومن کے مسلح ہونے سے تعبیر فرمایا گیا ہے ۔ باوضو رہنا ایسا ہے جیسے محفوظ قلعہ میں ہو شیطان مردود کے وساوس سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح دعا بھی بہت بڑا ہتھیار ہے ۔ دعا کہتے ہیں اللہ سبحانہٗ و تعالٰے کو ہر چیز کے کرنے پر قادر جانتے ہوئے اور مانتے ہوئے اپنے آپ کو عاجز و محتاج جانتے ہوئے اور مانتے ہوئے اپنی مدد کے لئے پکارنا اور برابر پکارتے رہنا ۔ تا آنکہ اس کی مدد آجائے ۔

جتنی قسم کے بھی مہلک ہتھیار و بم تیار ہوتے ہیں خداوند قدوس ان کو ایک لفظ کے ساتھ ختم کرنے پر قادر ہیں ۔ اللہ سبحانہٗ و تقدس مخلوق کے بغیر سب کچھ کر سکتے ہیں ۔ تمام ہی مخلوق خداوند ذوالجلال کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتی ۔ یہ ایک صحیح عقیدہ و یقین کی بات ہے جو دین پر محنت کرنے سے حاصل ہو گی ۔

جب تم یقین کے ساتھ اللہ تعالٰی جل شانہٗ کو پکارو گے بشرطیکہ تمہاری گھنٹے کی زندگی کے اعمال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اتباعِ سنت کامل پر گذر رہی ہے تو ایک اللہ تن تنہا تمہاری مدد ایسی فرمائیں گے کہ کفار و مشرکین کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے ۔ ان کے یہ سب ہتھیار دھرے کے دھرے رہ جائیں گے ۔ جس کا مشاہدہ اس جنگ کے دوران میں بھی ہوا ۔ کہ دشمن کے وزنی سے وزنی بم اول تو صحیح ٹھکانے پر نہیں لگے اور گرے بھی تو پھٹے نہیں ۔

لہٰذا

ہر فرض نماز سے فراغت پر ، اذان کے بعد ، جمعہ کے روز ، عصر اور مغرب کے درمیان ، تہجّد میں ، تلاوتِ قرآن مجید کے بعد خاص طور پر پاکستانی فوجوں کی فتح و کامرانی کی دعا کے ساتھ ساتھ ہدایت کی دعا بھی ضرور مانگی جائے ۔ اس لئے کہ سارا عذاب خواہ کسی بھی صورت میں آیا ہے وہ اعمال کی خرابی سے آیا ہے ۔ جس کو آج ہم سبب مرض بھی نہیں سمجھ رہے ہیں ۔ اور حدیث شریف کی اس دعا کی کثرت رکھیں ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ۔

بقیہ : اسلام مغلوب نہیں ہو سکتا

مانیں شرک کرنے والے ۔

تفسیر

خواہ کافر اس بات کو بُرا مانا کریں اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا ۔ مشیت الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نورِ آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے یہی حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کے انکار و اخفاء کے لئے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہونے والی نہیں ہزار کوشش کریں کہ " فارقلیط " آپ نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ منوا کر چھوڑے گا کہ اس کا مصداق آنحضرت صلعم کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان اور مال سے جہاد کرو ۔ یہ وہ سوداگری ہے ۔ جس میں کبھی خسارہ نہیں ۔ دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس امید پر کہ اس سے

منافع حاصل ہوں گے اور اس طرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائے گا۔ پھر وہ بذات خود اور اس کے اہل و عیال تنگدستی اور افلاس کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن مومنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگائیں گے تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا۔ جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے ؟

(شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رح و حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح)

ماہنامہ "تعلیم القرآن" نومبر راولپنڈی رقمطراز ہے

اسلام کے دشمن بھارتی حکمرانوں کا خیال تھا کہ وہ لاہور اور سیالکوٹ کے راستوں سے اس کے اہم علاقوں پر چند گھنٹوں میں قبضہ کر لیں گے مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمان اگرچہ کسی وقت اپنے نفع نقصان سے غافل ہو سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کا رب حی و قیوم ہے جو کبھی غافل نہیں ہوتا وہ مسلمانوں کا کارساز ہے۔ اللہ تعالےٰ کی غائبانہ نصرت و حمایت سے پاکستان کی بری افواج کے شیروں، فضائیہ کے شہبازوں اور بحریہ کے دلیروں نے بھارتی افواج کی کمر توڑ دی اور انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ پاکستانی افواج نے اپنے سے چھ گنا زیادہ فوج کا جس ہمت، شجاعت، فنی مہارت اور جانبازی سے مقابلہ کیا ہے۔ دور جدید کی جنگی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ افواج پاکستان نے دنیا کے تمام مبصرین سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔

وطن کی حفاظت کے لئے جن جانبازوں نے اپنی جانیں قربان کر کے جام شہادت نوش کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آج انہی کی قربانیوں کی وجہ سے مسلم قوم میں حیات نو کی لہر دوڑ رہی ہے اور ہمارا ملک ظالم اور مکار دشمن کے پنجہ تسلط سے محفوظ ہے۔ سالک مرحوم کا یہ مصرع کس قدر صحیح ہے۔

"شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے"

اس موقعہ پر افواج پاکستان نے جس جانفروشی اور فرض شناسی کا ثبوت دیا اس پر انہیں جس قدر خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ ان حالات میں عوام نے جو خدمات انجام دی ہیں اور جس جوش و خروش اور جس قربانی کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور فرقوں نے اپنے تمام اختلافات ختم کر کے پوری یکسوئی اور ایثار کے ساتھ دفاع پاکستان کے لئے مسلسل جدوجہد کی، تجارتی اداروں کارخانہ داروں اور ملک کے تمام طبقوں نے دل کھول کر جہاد فنڈ اور دفاعی فنڈ میں چندہ دیا اور اپنی حب الوطنی کا پورا پورا ثبوت دیا۔

ایک طرف افواج پاکستان میدان کارزار میں مصروف جہاد تھیں اور دوسری طرف پوری قوم ملک و ملت کی خاطر اپنے تمام ذرائع اور وسائل کو کام میں لا رہی تھی۔ ہماری کامیابی کا راز افواج پاکستان کی بے مثال جانبازی، قوم کا اتحاد اور ان اسباب و وسائل کو موثر بنانے والی سب سے بڑی طاقت اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد اور نصرت تھی۔

اس آڑے وقت میں جس چیز نے ہمیں سب سے زیادہ کام دیا، جو چیز اول سے آخر تک ہمارے ساتھ رہی جس نے افواج پاکستان کو بے مثال شجاعت، بہادری اور جانبازی پر آمادہ کیا جس نے دولت مند طبقہ کو بڑی سے بڑی مالی قربانی کے لئے تیار کیا اور جس نے قوم کے منتشر عناصر اور مختلف مکاتب فکر کو ایک ہی شیرازہ اتحاد میں باندھ دیا اور جس کا ملک پر سب سے بڑا احسان ہے وہ مذہب کی طاقت ہے۔ ہمارا ملک مکار اور عیار دشمن کے ناپاک قدموں سے محفوظ رہا ہے۔ ہماری جانوں کو پناہ ملی۔ ہماری عزت و ناموس محفوظ رہی اور دنیا میں ہمارے ملک کے وقار کو چار چاند لگ گئے۔ یہ سب مذہب اسلام کے نام کی برکت ہے۔ ہماری مذہب سے بیگانگی بلکہ مذہب سے درپردہ دشمنی اور مذہبی شعائر سے بے اعتنائی کے باوجود اس نے اس ہولناک گھڑی میں ہمیں سہارا دیا اور ہر قدم قدم پر ہمارا ساتھ دیا۔ یہ تو صرف اسلام کے نام کی برکت تھی۔ اگر ہم صحیح معنوں میں اسلام کے رنگ میں رنگے ہوتے اور ہماری اجتماعی و انفرادی زندگیاں اسلام کے سانچہ میں ڈھلی ہوتیں تو خدا معلوم ہم پر کس قدر برکات کا نزول ہوتا۔ بہرحال اب ہمارا فرض ہے کہ ہم مذہب کو مال و جان اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز جانیں اور پاکستان میں اسلام کو اسی طرح جاری اور نافذ کریں کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس کو بالادستی اور برتری حاصل ہو جائے۔ (آمین)

تبصرہ

حافظ نور محمد انور

ماہنامہ "الحق" (اکوڑہ خٹک)

کتابت طباعت عمدہ، کاغذ سفید، صفحات ۵۶
قیمت فی پرچہ پچاس پیسے سالانہ چندہ چھ روپے
ہر قسم کی ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ:
منیجر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک۔ پشاور

ماہنامہ "الحق" زیر سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور) سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ ہمارے سامنے ہے۔ یہ رسالہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح، حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا شمس الحق افغانی۔ حضرت مولانا ابوالحسن ندوی، حضرت مولانا عبدالحق بانی دارالعلوم حقانیہ، حضرت مولانا محمد میاں اور مولانا سمیع الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ کے علمی تحقیقی مضامین پر مشتمل ہے۔

دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) مغربی پاکستان کی ایک بہت بڑی مشہور و معروف دینی درسگاہ ہے۔ ہر سال سینکڑوں طالب علم یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں۔ متعلقین دارالعلوم کی مدت سے آرزو تھی کہ دارالعلوم کے زیر اہتمام قرآن و سنت کی تعلیمات کی پرچار، اکابر سلف کے ارشادات و افادات کی اشاعت کے لئے ایک علمی و اصلاحی جریدہ جاری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ماہنامہ الحق حق و صداقت کا پیغام لے کر آسمان صحافت پر جلوہ فگن ہو گیا۔ خدا کرے "الحق" ہمیشہ حق و صداقت کی آواز بلند کرتا رہے اور اس کے بلند پایہ علمی و تحقیقی مضامین سے قارئین مستفید ہوتے رہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ایک بہت بڑے عالم دین ہیں اور اکابر سلف کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضرت مدظلہٗ کی سعی جمیلہ سے قبائلی علاقہ میں دین حق کی بہت بڑی تبلیغ ہو رہی ہے اور اب "الحق" کے اجرا سے تو یہ تبلیغی سلسلہ ملک کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا۔ ہم تمام اہلسنت حضرات سے سفارش کرتے ہیں کہ خود بھی اس علمی جریدہ کے خریدار بنیں اور حلقۂ احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

دعائے صحت

مولانا عبدالحق حقانی بلوچ صدر اخوت بلوچ کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ قارئین اُن کے لئے دعاءِ صحت فرمائیں۔

سیکرٹری اخوت بلوچ لاہور

سورۂ یٰسٓ

قرآن پاک کا دل ہے

ابو عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

وجہ تسمیہ

ہر چیز کا دل وہ ہوتا ہے جو اس کا خالص لُبِّ لباب ہو۔ سو یہ سورۃ قرآن مجید کا خالص لُبِّ لباب ہے۔ اس سورۃ کو قرآن کا دل اس لئے کہا کیونکہ اس سورۃ میں اعتقادیات ہی ہیں جو دل میں رہا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اُمہات المطالب (اصلی مسائل) تین ہی ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) معاد (قیامت)، باقی مضامین تو ان کے متمم یا محافظ یا فروع ہیں اور یہی باتیں لبّ لباب ہیں اور اعلیٰ تر ہیں۔ عمدہ اور اعلیٰ چیز کو انسان کے دل سے تشبیہ دی جایا کرتی ہے کیونکہ وہ بھی بدن میں سب سے عمدہ اعلیٰ اور سردار ہوتا ہے۔

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ فِی الْجَسَدِ الْمُضْغَۃَ اِذَا صَلُحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

ترجمہ: بے شک جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑہ ہوتا ہے اگر وہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک، اور اگر وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہوتا ہے اور ضرور وہ قلب ہے۔

مسئلہ رسالت

رسالت کو تو کئی مقام پر اس سورۃ میں ثابت کر دیا ہے۔ ایک بار اوّل ہی فرمایا۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ (ترجمہ) قسم ہے قرآن حکیم کی، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ضرور ہمارے رسولوں میں کا ایک رسول ہے۔

یہ کلام بظاہر تو قسم ہے مگر یہ بھی ایک بُرہان ہے جو لفظ حکیم سے سمجھی جاتی ہے اور یہ قرآن زبردست کا اُتارا ہوا ہے۔

اس مضمون کو سب سے اوّل اس لئے ذکر کیا کہ جب تک انسان رسولوں پر ایمان نہیں لائے گا اُس کے کہنے سے حشر اور صفاتِ خداوندی کا کب قائل ہوگا؟ کس لئے کہ یہ باتیں تجربہ اور حِس سے باہر ہیں اور براہین (دلائل) عقلیہ میں باہم تعارض ہو جاتا ہے اور وہم غلط اندازی کرتا ہے۔ ان باتوں کا قائل یقین تو اُس کے بھیجے ہوئے رسول کے کہنے ہی سے ہو سکتا ہے۔

اب رہیں دو باتیں (۱) توحید (۲) حشر پر ایمان لانا

توحید

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ سے شروع کرکے چند دلائل سے توحید کو ثابت کر دیا اور حشر کے مسئلہ کو اخیر میں بڑے زور سے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۝ اور اخیر میں اس لئے کہ حشر بھی دنیا کا اخیر ہی ہوتا ہے اور اس بات کے اثبات میں اپنی قدرت غیر متناہی کے جتلانے کے لئے دلائل بیان کرتا چلا آتا ہے۔ اس لئے ختم کلام کے موقعہ پر ان دونوں باتوں کو نتیجہ کے طور پر ثابت کرتا ہے۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (ترجمہ) پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اس میں توحید کو ثابت کر دیا۔

اوّل تو لفظ سبحان ہی اُس کی تنزیہہ و تقدیس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ شریک و سہیم و مثل و نظیر اور عجز و حدوث، والد و مولود سب نقصان کی چیزوں سے پاک ہے، نہ اُس کو جورو کی حاجت، نہ بیٹے کی ضرورت، نہ کسی جسم میں حلول کرنے کی احتیاج نہ کسی مددگار کی پروا۔ کس لئے کہ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ کیونکہ اُس کے ہاتھ میں یعنی قبضے میں ہر شئے کی حکومت ہے۔ یہ جملہ تنزیہہ کے لئے بھی دلیل ہے اور آئندہ دوسری بات

حشر

برپا کرنے کے لئے بھی دلیل ہے۔ کیونکہ جب اس کے قبضہ میں ہر چیز کی حکومت ہے تو مر کر دوسری بار زندہ کرنے پر بھی وہ قادر ہے۔ اس لئے اس کے بعد وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ فرمایا کہ اُسی کے پاس پھر جاؤگے یعنی حشر برپا ہوگا۔ مر کر زندہ ہو کے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا

یہ زندگی تمہارے لئے ایک سفر ہے جس قدر برس گذرتے ہیں گویا تمہارے سفر کی اُسی قدر منزلیں طے ہوتی ہیں۔ آخر ایک روز یہ سفر تمام ہوگا۔ موت آئے گی کیا؟ بلکہ سامنے کھڑی ہے۔ پس تمہاری روح کو اُس کے سامنے جانا ہوگا۔ اب ہر وقت تم اُسی کے پاس سفر طے کرکے جا رہے ہو۔

الغرض اسلام اور قرآن کے اندر جو تین بڑے مسئلے مسلّم ہیں وہ سورۂ یٰسٓ میں مذکور ہیں۔ اور نہایت ہی وضاحت سے مثالیں دے کر بیان کئے گئے ہیں۔ اسی لئے اس سورۃ کو قرآن مجید کا دل کہتے ہیں۔

فضائل سورہ

جو شخص اس سورۃ کو بارادۂ آخرت پڑھتا ہے وہ بخش دیا جاتا ہے۔ جانکنی کے وقت اس سورۃ کے پڑھنے سے موت آسان ہو جاتی ہے۔ اس سورۃ کو مُردوں پر پڑھنے کو اس لئے فرمایا کہ اس میں ذکرِ احیائے موتیٰ و نفخ صُور کا ہے۔ مُردوں پر عذاب کی تخفیف کی ایک خاصیّت ہے۔

اس سورۃ کا ایک بار پڑھنا دس بار قرآن مجید پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ جس مطلب کے لئے اس سورۃ کو پڑھو وہی حاصل ہوگا۔

ایک فائدہ یہ ہے کہ جس کام

کے لئے اس سورۃ کو اکتالیس بار پڑھا جائے تو ضرور پورا ہو، کوئی کیسا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو۔

جو کوئی رات کو اللہ کی رضا ڈھونڈنے کے لئے اس سورۃ کو پڑھتا ہے وہ بخش دیا جاتا ہے۔

سہیلی نے شرح سیرت میں ذکر کیا ہے کہ حارث ابن ابی اسامہ نے اپنے مُسند رفعًا روایت کی ہے۔ کہ جو کوئی سورۂ یٰسین پڑھے گا۔ اگر خائف ہے تو امن میں ہو جائے گا اور اگر بیمار ہے تو شفا پائے گا۔ اگر بھوکا ہے تو شکم سیر ہو گا۔

دارمی نے بہ سندِ صحیح تا عطا روایت کی ہے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی مَنْ قَرَءَ یٰسٓ فِی صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَاجَتُهٗ۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ جو کوئی اس سورۃ کو دن کے اوّل حصّہ میں پڑھیگا وہ شام تک فرحاں و شاداں رہے گا اور جو اول شب میں پڑھے گا وہ صبح تک فرح و مسرور رہیگا۔

سورہ یٰسین کا نام خطیب نے قلب[۱] واقعہ، قاضیہ[۲] اور معمّہ[۳] لکھا ہے۔ چونکہ یہ سورہ قلب القرآن ہے۔ تلاوت کرنے والے کی وہ مصیبت اس کے پڑھنے سے رفع ہو جاتی ہے جس کا انجام اس کے حق میں بُرا ہوتا ہے اور وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے جس کا انجام اس کے حق میں اچھا ہوتا ہے۔ نیز حسناتِ دارین اس میں عموماً جمع ہیں اس لئے مذکورہ بالا ناموں سے موسوم ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات کو سورۂ یٰسین پڑھی تو مغفرت کی حالت میں صبح کرے گا۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے جس نے رات کو سورۂ یٰسین رضائے الٰہی کی طلب میں پڑھی اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

(ابن حبان)

چونکہ آج کل پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ اور یہ حق و باطل کا مقابلہ ہے اور زندگی و موت کا سوال ہے اس لئے ان دنوں میں سورۂ یٰسین کی تلاوت ہر مسلمان کو انفرادی یا اجتماعی طور پر اکتالیس بار روزانہ پڑھنا چاہیئے۔ اور تلاوت کرتے وقت مضامین سورۃ کو مدّ نظر رکھے۔ با وضو، قبلہ رُو، دو زانو ہو کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے تلاوت کرنی چاہیئے اور پھر حق سبحانہٗ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔

دُشمن کی زبان بند کرنے، ظالم کی برائی سے محفوظ رہنے، کسی زبردست سرکش ظالم کو قدرتی طور پر عاجز اور لاچار کرنے کے لئے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ سے لے کر وَلَا يَرْجِعُوْنَ تک ۱۱ مرتبہ گیارہ دن تک پڑھے اوّل و آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھا جائے اور بعد میں دعا مانگی جائے۔

رزق کی ترقی اور حصولِ اولاد کے لئے بھی اس سورۃ کی تین بار تلاوت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

اگر کوئی مسافر اس سورۃ کو سفر میں ہر روز تلاوت کرے گا تو وہ مع الخیر اپنے گھر واپس آئے گا۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

برابر جاری ہے۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ جواب ملا کہ یہ آپ کی امّت کے ہادیان بے عمل اور ایسے علماء ہیں جو لوگوں کو آپؐ کی سنت کے راستہ سے ہٹا کر گمراہی میں ڈالتے ہیں۔ (ترمذی۔ طبرانی۔ بزار۔ بیہقی)

اور دوسری روایت میں جبریلؑ نے کہا کہ یہ آپ کی اُمّت کے وہ خطیب ہیں جو دوسروں سے کہتے ہیں مگر خود نہیں کرتے۔ کتاب اللہ پڑھتے ہیں۔ لیکن اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے

بدگو، حرام خور

پھر آپ کا گزر ایک چھوٹے سے پتھر پر ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ بیل اسی پتھر میں جانا چاہتا ہے۔ لیکن نہیں جا سکتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو بڑی بات منہ سے نکال کر نادم ہوتا ہے لیکن اُس کو واپس لینے پر قادر نہیں۔ پھر آپ نے بہت سے خوان دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا تھا۔ لیکن اُن کو کھانے والا کوئی نہیں تھا۔ اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا تھا۔ جن پر بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے۔ جبریلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال روزی کو چھوڑ کر حرام کھاتے اور اسی کے دلدادہ ہیں۔

یتیموں کا مال

اسی طرح آپؐ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ کٹھلوں کی مشابہ تھے۔ جب کھڑے ہونے لگتے تو پیٹ کی گرانی کے باعث فوراً گر پڑتے آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ سود خوار ہیں۔ اور آپؐ کا گزر ایسے لوگوں پر بھی ہوا۔ جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی مانند تھے۔ یہ لوگ آگ کی چنگاریاں نگل رہے تھے اور نگلنے کے بعد یہ چنگاریاں اسفل کی طرف سے خارج ہو رہی تھیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں (طبرانی و بزار)

سُود خور

آپ نے فرمایا میرا گزر ایسے لوگوں پر بھی ہوا جن کے شکم اتنے بڑے تھے جتنا کوئی مکان ہو۔ ان شکموں میں سانپ بھرے ہوئے تھے۔ جو شکموں سے باہر دکھائی دے رہے تھے میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سود خور ہیں (طبرانی و بزار)

حُسن کی نمائش کرنے والیاں!

اسی طرح آپ کو ایسی عورتیں بھی دکھائی گئیں۔ جو پستانوں سے بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس قماش کی عورتیں ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ عورتیں زیب و زینت کرکے گھر سے نکلتی ہیں۔ اور پرائے مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں (بیہقی)

چُغل خور

اور آپ کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ جن کے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کاٹ کر انہیں کو کھلایا جاتا تھا۔ آپ کے دریافت کرنے پر جبرئیل عؑ نے بتایا کہ یہ لوگ چغل خوری، اور عیب چینی کے عادی ہیں۔ اسی طرح آپ نے ہر قسم کے مجرموں اور بداعمالوں کو مختلف قسم کی سزائیں بھگتتے دیکھا اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے (بیہقی)

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان واقعات سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ ورنہ تعمیل ناممکن ہو گی (ادارہ)

بقیہ : مجلس ذکر

اگر کپڑے کو میل لگ جائے تو ہم اُسے صابن سے دھوتے ہیں تو وہ بالکل صاف ستھرا ہوجاتا ہے ۔ اسی طرح نیکی کے کام ، ذکراللہ، نماز وغیرہ سب گناہوں کی میل کو دھو ڈالتے ہیں ۔ اور روح کو پاک وصاف کر دیتے ہیں ۔

جب آپ کے کپڑے صاف ستھرے ہوں گے آپ نہائیں دھوئیں گے ۔ کپڑوں کو عطر لگائیں گے تو آپ کو راحت وخوشی میسر ہوگی ۔ قلب میں فرحت وتازگی محسوس ہوگی ۔ اس کے برعکس اگر میلے کچیلے کپڑے ہوں ، حجامت بڑھی ہوئی ہو ، نہائے دھوئے کئی دن گذر گئے ہوں ۔ تو آپ کی طبیعت گھبرائے اور متلائے گی ۔

اسی طرح ذکراللہ، نماز وغیرہ پڑھنے سے آپ کو روحانی سکون وچین میسر ہوگا ۔ اللہ کے ذکر سے دل ودماغ معطر ہوگا ۔ اس کے برعکس برائیوں اور گناہوں سے دل مردہ ہوجائے گا ۔ ہر وقت بے چینی اور پریشانی سی لگی رہے گی ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو کلمہ کی عظمت ، عزت اور قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ، زندہ رکھے تو اسلام پر اور موت دے تو ایمان کے ساتھ ۔ اللہ شہادت نصیب فرمائے ۔ زندگی کی معراج نماز ہے اور موت کی معراج شہادت ہے ۔ شہید کو دنیا ہی میں موت سے پہلے جنت دکھلا دی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے

بقیہ : عدل وانصاف

سے کہا " اس شخص نے جو کچھ کہا ہے ۔ وہ صرف مراحم سلطانی حاصل کرنے کے لئے ، اس وقت آپ بھی موجود ہیں اور یہ بھی ، اور یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ یہ یونہی ناکام ونامراد یہاں سے چلا جائے "

سلطان نے کہا " یہ دوسری بات ہے " ۔ پھر حکم دیا ۔ اس شخص کو خلعت سے سرفراز کیا جائے ۔ اور اسے انعام واکرام دیا جائے اور اس کے لئے نفقہ مقرر کر دیا جائے "

اس واقعہ سے سلطان کی سیرت کے پہلو پر روشنی پڑتی ہے کہ ان میں تواضع اور انقیاء الی الحق کا کتنا جذبہ تھا اور مواخذہ کے موقع پر بھی ان کا کرم بے حساب کس طرح ابرِ رحمت بن جاتا تھا ۔ (النوادر السلطانیہ)

انتقال پُر ملال

۵ ر نومبر بروز جمعہ چوہدری خیرالدین خان تحصیلدار کے والد چوہدری غلام علی خان نمبردار خان نمبردار کا انتقال ہوگیا ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے ۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائیں اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں ۔ محمد علی جانباز ۔ سمندری

ضروری تصحیح

گزشتہ شمارہ میں مکتبہ ایوبیہ کا جو اشتہار شائع ہوا ہے ۔ اس میں کتاب حج نبوی کی قیمت غلطی سے پچاس روپے درج ہو گئی ہے ۔ اس کتاب کی قیمت پچاس پیسے ہے ۔ قارئین تصحیح فرمالیں ۔ (ادارہ)

سالانہ جلسہ

مدرسہ عربیہ جامعہ رشیدیہ بھکر کا دوسرا سالانہ جلسہ انشاء اللہ مورخہ ۵ - ۶ - ۷ شوال ۱۹۶۵ء بمطابق ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ جنوری ۱۹۶۶ء جمعہ ۔ ہفتہ ۔ اتوار منعقد ہو رہا ہے ۔
حافظ ممتاز علی

بچوں کا صفحہ

عدل و انصاف

ہارون رشیدؒ اور بلخیؒ

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ حضرت بلخی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔

"آپ ہی زاہد وقت ہیں؟"

حضرت نے جواب دیا۔ "میں زاہد نہیں ہوں!"

ہارون بولا۔ "مجھے کچھ ہدایت کیجئے"

حضرت نے فرمایا۔ "عدل کر۔ یہی سب سے پہلی چیز ہے جس کا سوال اللہ تجھ سے کرے گا اور اسے نہ بھول کہ خدا نے تجھے جس جگہ پر بٹھایا ہے، یہاں ابوبکر صدیقؓ بھی بیٹھ چکے ہیں۔ لہٰذا تیرا صدق ان ہی کے صدق کی طرح ہونا چاہیے اور حضرت عمر فاروقؓ بھی بیٹھ چکے ہیں۔ لہٰذا حق اور باطل میں تمیز کرنے کا وہی جذبہ تیرے اندر بھی ہونا چاہیئے، جو ان میں تھا اور حضرت عثمان غنیؓ بھی بیٹھ چکے ہیں۔ لہٰذا تجھ میں بھی وہی حسنات ہونے چاہئیں جو ان میں تھے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی بیٹھ چکے ہیں۔ لہٰذا تیرے اندر بھی وہی عدل کا ملکہ اور علم کا لگاؤ ہونا چاہیئے جو ان میں تھا!"

ہارون رشیدؒ کا کہنا ہے کہ حضرت بلخی رضی اللہ عنہ کے ان کلمات نے مجھے بہت نفع پہنچایا اور ان کی یہ باتیں میرے دل میں راسخ ہو گئیں۔

مامونؒ کا عدل

ایک شخص خلیفہ مامون رشید کے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جس میں امیر المومنین یعنی خود مامون کے ظلم کی شکایت درج تھی۔ رقعہ پڑھ کر مامون نے کہا۔

"میں نے ظلم کیا ہے؟"

وہ شخص بولا۔ "یا امیر المومنین! کیا آپ کے سوا میں کسی اور سے مخاطب ہوں۔"

مامون نے پوچھا۔ "اچھا تمہیں کیا شکایت ہے؟"

وہ شخص کہنے لگا۔ "آپ کے وکیل سعید نے تیس ہزار درہم کے جواہرات مجھ سے خریدے۔"

مامون نے کہا۔ "خریدے سعید نے اور شکایت مجھ سے ہے؟"

وہ گویا ہوا۔ "ہاں۔ کیونکہ اس کے پاس آپ کی سند وکالت (ایجنسی) ہے۔"

مامون نے کہا۔ "ہو سکتا ہے یہ جواہر سعید نے خود اپنے لئے خریدے ہوں جس کی ذمہ داری خود اسی پر ہے۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں نہ اس میں میری کوئی زیادتی ہے"۔

وہ شخص کہنے لگا۔ "کیا حضرت عمرؓ کا یہ فرمان نہیں ہے کہ مدعی کے ذمہ بار ثبوت ہے۔ اور منکر کے ذمہ بار حلف ہے؟"

مامون نے کہا۔ "لیکن تمہارے پاس ثبوت کہاں ہے؟"

"تو پھر قاضی کے یہاں چلئے۔ وہیں ہمارا فیصلہ ہو جائے گا!"

مامون نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔"

پھر اس نے خادم کو حکم دیا۔ "قاضی یحییٰ بن اکثم کو بلا لاؤ"۔

قاضی صاحب تشریف لے آئے۔ مامون نے ان سے کہا۔ "ہمارے قضیہ کا فیصلہ کیجئے"۔

قاضی صاحب دار القضاء پہنچے اور باب عدالت باز کیا۔ پھر فریادی کو طلب کیا اور اس سے کہا۔ "تم کیا کہتے ہو؟"

وہ بولا۔ "میری گذارش یہ ہے کہ مدعا علیہ یعنی امیر المومنین کو بھی حاضر کیا جائے"۔

منادی نے خلیفہ کا نام لے کر پکارا اتنے میں مامون برآمد ہوا۔ اس کے ساتھ اس کا غلام تھا جو مصلیٰ اٹھائے ہوئے تھا۔ مامون یحییٰ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا۔ "بیٹھئے"۔

مامون نے مصلیٰ بچھایا تاکہ اس پر بیٹھے۔

لیکن قاضی یحییٰ نے کہا۔

"یا امیر المومنین! اپنے حریف کے مقابلہ میں کوئی امتیاز حاصل کرنے کی کوشش نہ کیجئے"۔

پھر قاضی صاحب نے دوسرا مصلیٰ بچھوایا تاکہ حریف بھی اس پر بیٹھ سکے۔ پھر دعویٰ سنا۔ پھر مامون نے حلف رکھوایا۔ مامون نے قسم کھا لی۔ اور مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔

اس کے بعد یحییٰ کھڑے ہو گئے۔ مامون نے پوچھا۔ "آپ کیوں کھڑے ہوئے؟"

فرمایا۔ "پہلے میں مسند قضا پر بیٹھا تھا۔ اب عدالت برخاست ہو چکی ہے۔ اب مجھے حق نہیں کہ آپ پر امتیاز رکھوں"۔

سلطان صلاح الدین کا انصاف

سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکایات عدل میں وہ قضیہ بہت اہمیت رکھتا ہے جو اس کے اور ایک تاجر عمر الخلاطی کے مابین ہوا۔

اس واقعہ کو قاضی بہاؤالدین نے اپنی کتاب "سیرۃ صلاح الدین" میں یوں لکھا ہے۔

"قدس شریف میں ایک روز میں مجلس عدالت میں بیٹھا تھا کہ شیخ حسن ایک مشہور تاجر جو عمر خلاطی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا آئے، اور انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا۔ میں نے پوچھا، "تمہارا حریف کون ہے؟"

کہنے لگے۔ "سلطان صلاح الدین! یہ بساط عدل ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ آپ کسی کی رو رعایت نہیں کرتے!"

میں نے دریافت کیا۔ "کس معاملہ میں تمہارا جھگڑا ہے؟"

کہا۔ "میرا ایک غلام تھا۔ اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے پاس بہت سی دولت تھی۔ جس کا وہ مالک تھا۔ اس دولت کا اب میں مالک ہوں۔ لیکن سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا ہے اور میں یہی مطالبہ کرنے آیا ہوں"۔

میں نے پوچھا۔ "مقدمہ پیش کرنے میں اتنی دیر کیوں کر دی؟"

بولے۔ "تاخیر سے حقوق باطل نہیں ہو جاتے یہ میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ وہ مرتے وقت تک میرا غلام تھا"۔

میں نے ثبوت کے کاغذات لئے اور ان میں غلام کا حلیہ درج تھا۔ اور یہ بھی کہ وہ فلاں تاجر سے، فلاں دن، فلاں مہینہ اور فلاں سنہ میں اتنی قیمت پر خریدا گیا تھا۔ اسی غلامی کی حالت میں فلاں سنہ میں وہ اس سے جدا ہو گیا۔ لیکن کیوں جدا ہو گیا اس کا کوئی ذکر ان کاغذات میں نہیں تھا۔ میں نے اس آدمی سے کہا،

"اس مقدمہ کی سماعت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک مدعا علیہ بھی موجود نہ ہو"۔

چنانچہ معاملہ سلطان سے رجوع کیا گیا اور ساری تحریری شہادت اسے پڑھ کر سنائی گئی۔

اس نے جب یہ تاریخ سنی تو کہا،

"یہ سب غلط ہے۔ فلاں تاریخ کو میں مصر میں تھا اور وہ غلام میری ملکیت میں میرے ساتھ تھا۔ میں نے اس تاریخ کو اور اس سنہ سے بہت پیشتر اُسے خریدا تھا اور وہ اس وقت تک میری ملک میں رہا جب تک میں نے اسے آزاد نہیں کر دیا"۔

پھر سلطان نے اعیان و اکابر علماء اور مجاہدین کو بطور گواہ پیش کیا۔ سب نے سلطان کے دعوے کی تائید میں شہادت دی۔ یہ کارروائی دیکھ کر وہ آدمی بہت مغموم ہوا۔ میں نے سلطان

(باقی صفحہ

۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۰۸۰۴۲۴۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔